مذہب مدنی ــــــــــ ایک تعارف

حافظ محمد عبد القیوم *

نشاۃ ثانیہ (Renaissance) اور اس کے بعد تحریک احیائے علوم کے نتیجے میں دنیا کے بارے میں لوگوں کے نقطہ نظر میں اہم تبدیلی واقع ہوئی۔ اس سے قبل دنیا کے بارے میں لوگوں کے افکار وخیالات الہامی علم پر مبنی تھے اور معاشرہ کی اساس وحی کی روشنی میں ترتیب پائی تھی۔ لوگوں کو اس بات کے ماننے میں کوئی تأمل نہیں تھا کہ انسان اور پوری کائنات کا خالق ذاتِ باری تعالیٰ ہے اور وہی اس کو چلانے والا ہے۔ ان کا اس بات پر بھی یقین تھا کہ یہ مادی دنیا اس وسیع کائنات کا ایک حقیر سا جزو ہے۔ ان کا اس بات پر بھی ایمان تھا کہ فرشتے اور روح کا وجود ہے اور اس زندگی کے بعد دوسری زندگی بھی ہوگی۔ وہ یہ بھی مانتے تھے کہ جنت وجہنم حقیقت ہے، نیک اعمال کرنے والے جنت میں داخل کیے جائیں گے اور بداعمال جہنم رسید ہوں گے۔ اسی تصور کی بنا پر انسان اس کائنات میں فوقیت رکھتا تھا۔ لیکن احیائے علوم کے بعد زندگی کا تصور بدل گیا اور دنیا کے بارے میں مادی تصور کو فوقیت حاصل ہوگئی۔ اب معاشرے کو فلسفیانہ اور سیکولر بنیادوں پر استوار کیا جانے لگا اور مذہب کو فرد کی نجی زندگی کا معاملہ قرار دے دیا اور پھر رفتہ رفتہ انسان الہامی علم اور اس کی روشنی میں ترتیب پانے والے علوم وفنون سے آزاد ہوتا چلا گیا اور کائنات کے بارے میں محض حسیت اور تجربیت کو علم کی بنیاد قرار دے دیا۔ دنیا کو مکافاتِ عمل قرار دینے کی بجائے مقصودِ زندگی ٹھہرا دیا گیا۔ نقطہ نظر کی اس تبدیلی نے مذہب، سیاسیات، سماجیات اور تاریخ پر گہرے اثرات مرتسم کیے۔

۳۱ر اکتوبر ۱۵۱۷ء کو مارٹن لوتھر (Martin Luther) نے اپنے پچانوے اعتراضات وٹن برگ (Wittenburg) میں چرچ کے دروازے پر چسپاں کر کے چرچ سے آزادی کا جو اعلان کیا وہ مذہب سے آزادی کا اعلان ثابت ہوا۔ اس سے لوگوں کو یہ اختیار مل گیا کہ وہ حق وناحق کا فیصلہ

---

* لیکچرار، شیخ زاید اسلامک سینٹر، جامعہ پنجاب لاہور

روایتی طریقہ سے مذہب کے حوالے کرنے کی بجائے اپنی مرضی سے کریں۔ اسی طرح احیائے علوم کے نتیجے میں لوگوں نے کلیسا کا قانون ماننے سے انکار کر دیا جس سے وحی کی روشنی میں ترتیب پانے والی اخلاقی تعلیمات بے معنی ہو کر رہ گئیں جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فرانسیسی شخص جان کیلون (John Calvin) نے جنیوا میں سود پر قرض دینا جائز قرار دے دیا۔ جبکہ اس سے قبل سود پر قرض اور سودی کاروبار حرمت کے دائرے میں داخل تھا۔

تحریک احیائے علوم کے بعد مغرب کے جدید انسان نے اپنے عقائد، افکار و خیالات کی بنیاد جدید فلسفہ اور سائنس یعنی حسیت و تجربیت پر رکھی۔ مذہب کے بارے میں فطرت پرستوں نے کہا کہ مذہب انسانی ترقی کی راہ میں سنگ گراں ہے۔ جارج سینتیانا (George Santayana) نے اسے شاعری کی ایک صنف قرار دیا۔ کروچے (Croce) نے اسے علم الاصنام یا (Mythology) سے تعبیر کیا۔ ڈرخائم (Emile Durkheim) نے اسے عمرانی مظہر ٹھہرایا اور مارکس نے اسے عوام کے حق میں افیون (Opium) قرار دیا۔ اس شدید مخالفانہ تنقید و تنقیص کے نتیجے میں صداقت مطلقہ انسانی زندگی سے رخصت ہوگئی اور مذہب جو انسان سے یقین کا مطالبہ کرتا ہے سائنٹفک فطرت پرستی نے اس اہم صفت کو انسانی زندگی سے سبکدوش کر دیا۔

اگست کومٹے (Auguste Comte) نے ذہنِ انسانی کی ترقی کے متعلق یہ نظریہ پیش کیا کہ ذہنِ انسانی تین حالتوں سے گزرا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"We may proceed at once to investigate the natural laws by which the advance of the human mind proceeds. The scientific principle of the theory appears to me to consist in the great philosophical law of the succession of the three states __the primitive theological state, the transient metaphysical, and the final positive state ___through

which the human mind has to pass, in every kind of speculation"(1)

وہ تین مراحل جن کا ذکر کومٹے نے کیا ہے یہ ہیں:

۱۔ دینی حالت (Theological State)

۲۔ مابعدالطبیعاتی حالت (Metaphysical State)

۳۔ ثبوتی حالت (Positivism State)

عہد دینی میں ہر واقعہ کی تعبیر کسی خدا، دیوتا یا دیوی کے حوالہ سے کی جاتی تھی یا پھر جادو کا ذکر کیا جاتا تھا اور انہیں پر اعتقاد رکھا جاتا تھا۔

مابعد الطبیعاتی (Metaphysical) دور میں انسان نے دیوی دیوتاؤں کی بجائے ماورائی مفروضوں کا سہارا لیا۔ اخروی حقیقت کی بدولت ہر واقعہ کی توجیہ پیش کی گئی۔

تیسرا دور اثباتی (Positivism) یعنی سائنسی (Scientific) دور ہے جو جدید دور ہے اب حقائق و شواہد کی مدد سے استقرائی طریقے پر واقعات کی توجیہ کی جاتی ہے۔ اگست کومٹے کا کہنا ہے کہ ہم مذہب کے نہایت شکر گذار ہیں کہ اس نے ذہنِ انسانی کو سائنٹفک دور تک پہنچانے میں مدد کی۔ لہٰذا اب انسانیت کو مذہب کی ضرورت نہیں کیونکہ اب ذہنِ انسانی بالغ ہو گیا ہے۔

جان اسٹوارٹ مل (John Stuart Mill) کا کہنا ہے کہ ذہنِ انسانی ذاتی یا ارادی (Personal or Volitional) تجریدی یا وجودیاتی (Abstractional or Ontological) اور مظہریاتی یا تجرباتی (Phenomenal or Experimental) ادوار سے گزرا ہے۔

لیسٹر فرینک وارڈ (Lester Frank Ward) نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ ذہنِ انسانی تین مراحل سے گزرا ہے جن میں سے ایک غایتی (Teleological)، دوسرا وجودیاتی (Ontological) اور تیسرا مرحلہ اثباتی (Positivism) یا سائنسی (Scientific) ہے۔

درج بالا چند مغربی فلاسفہ کے افکار کا جائزہ لینے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اب عہد

دین ختم ہو چکا ہے اور سائنسی عہد کا آغاز ہو گیا ہے جو دورِ جدید (Modernism) کہلاتا ہے۔ لہٰذا الہامی افکار و خیالات کی روشنی میں معاشرتی بنیادیں استوار کرنا جدید دور کے تقاضوں کو نہ سمجھنے کے مترادف ہے۔

جدید دور (Modernism) کے مفکرین نے اگر چہ مذہب کو قرون وسطیٰ کی چیز تو کہہ دیا لیکن مذہب کی تنظیمی ہیئت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اس طرح سیاسی و معاشرتی (Socio-Political) لحاظ سے مذہب کا مطالعہ کیا جانے لگا۔

مذہب کے وہ پہلو جو کسی بھی جدید قومی ریاست کے لیے سیاسی و معاشرتی (Socio-Political) لحاظ سے استحکام، اتحاد اور نظم کا باعث بن سکتے تھے ان کو ان مفکرین نے اپنے ذہن کے جدید سانچوں میں ڈھال کر نئی شکل دے دی۔

اسی فکر نے آگے چل کر خود ایک نئے مذہب کی صورت اختیار کر لی جس کو مذہب مدنی (Civil Religion) کا نام دیا گیا جس کی بنیاد تجربیت وحسیت پر رکھی گئی۔

ڈرخائم نے جو ایک ملحد (Atheist) تھا اسی پس منظر میں مذہب کو عمرانی مذہب (Social Phenomena) قرار دیا اور مذہب کے متعلق "Functional Equivalents" کا نظریہ پیش کیا اور ژال پال روسو نے "Civil Religion" کا تصور دیا۔

مذہب مدنی (Civil Religion) سے مراد ایسا مذہب ہے جو سیکولر معاشرہ کو متحد و منظم رکھ سکے اور اس معاشرہ میں وحدت کا پہلو غالب ہو سکے، تاکہ جدید قومی ریاست کے لیے لوگوں کو اپنے زیرِ اطاعت رکھنا آسان ہو۔ چنانچہ اس کے لیے ان مفکرین نے اس مذہب کے اپنا خدا و رسول کا تصور پیش کیا گیا۔ اس کے لیے مقدس کتاب (Sacred Scripture) اور مذہبی شعائر (Religious Icons) بھی وضع کیے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ مذہبی تہوار (Holidays) مقرر کیے گئے۔

مذہب مدنی (Civil Religion) کی ابتدائی مشکل فرانسیسی انقلاب (French Revolution) کے وقت دیکھی جا سکتی ہے۔

جب اس انقلاب کے نعرہ (Slogan) نے اور ریاست نے تقدس (Sacred) کا درجہ حاصل کرلیا۔

جس کے متعلق خود ڈرخائم لکھتا ہے کہ

"This aptitude of society for setting itself up as a god or for creating gods was never more apparent than during the first years of the French Revolution. At this time, in fact, under the influence of the general enthusiasm, things purely laical by nature were transformed by public opinion into sacred things: These were the Fatherland, liberty, reason" (2)

اسی طرح رابرٹ بیلہ (Robert Bellah) لکھتے ہیں کہ

"The French Revolution was anticlerical to the core and attempted to set up an antichristian Civil Religion. Throughout modern French history, the chasm between traditional catholic symbols and the symbolism of 1789 has been immense" (3)

قبل اس کے کہ بحث کو آگے بڑھایا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مذہب مدنی (Civil Religion) کے نظریہ کو تعریفات کے آئینہ میں دیکھ لیا جائے۔

ٹونی لاسن (Tony Lawson) مذہب مدنی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایسا مذہب جس میں علمانی (Secular) شعائر جیسے پرچم اور قومی ترانہ وغیرہ سماجی استحکام کے لیے ایسا وظیفہ کریں جس طریقہ سے کوئی مذہب روایتی طور پر کرتا ہے۔

"Where secular symbols such Flags and national

anthems function to promote social solidarity in the way that religion has traditionally done. Durkheim used the term to indicate that there were "Functional Equivalents" to religion in every society, even those which did not have a single or unifying religion". (4)

مذہب مدنی کی تعریف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ (Beth B. Hess) بیتھ بی ہیس

"This "Universal religion of the nation" [Civil Religion] has served the essential functions of any belief system: to legitimize and sanctify (make sacred) the social order and to integrate its members, despite differences of faith. The intermix of nationalism and religion is visible both when we make secular holidays sacred, as on the Forth of July and When we transform sacred holy days into commercial orgies, as at christmas. The civil Religion even has its own integrating rituals that reaffirm collective values."(5)

بی۔ بی شرما مذہب مدنی کی اس طرح تعریف نقل کرتے ہیں کہ ایسے نیم مذہبی عقائد و رسومات مثلاً قومی پرچم کو سلامی، پریڈ، رسوم تاج پوشی یا بین الاقوامی کھیلوں کا انعقاد جو معاشرہ میں سیاسی جواز (legitimacy) کے حصول اور سماجی استحکام کو پروان چڑھانے کا وظیفہ سرانجام دیتے

ہیں۔

"The Quasi-religious beliefs and rituals e.g. salutes to the national Flag,Parades, Coronation Ceremonies or even international sporting events, which can be seen to perform the function of fostering social solidarity and the achievement of political legitimacy within a society." (6)

انتھونی گڈن(Anthony Gidden) مختصر مگر جامع الفاظ میں تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"Forms of ritual and belief similar to those involved in religion, but concerning secular activities such as political parades or ceremonials."

درج بالا تعریفات کی روشنی میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ جب مذہب مدنی نے مغرب میں الہامی مذہب عیسائیت کی جگہ لی، تو قومی ریاست کے استحکام اور لوگوں میں وحدت کے تصور کو فروغ دینے کے لیے اس مذہب کی ضرورت محسوس کی گئی۔ الہامی مذہب کی تنظیمی ہیئت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے عقائد، رسومات، مقدس صحائف، مذہبی شعائر و تہوار، اور مذہبی گیت وضع کیے گئے۔

مذہب مدنی کا اگر تاریخی لحاظ سے جائزہ لیا جائے تو اس کا تصور جہاں ڈرخائم اور اگست کومٹے کے ہاں ملتا ہے وہاں روسو کے ہاں زیادہ واضح صورت میں نظر آتا ہے۔ ژال پال روسو نے اپنی کتاب معاہدہ عمرانی (Social Contract) میں مذہب مدنی کا تصور پیش کیا اور اس کے لیے باقاعدہ ایک باب بعنوان "Civil Religion" مقرر کیا۔ کیونکہ روسو لوگوں کے لیے مذہبی ضرورت کی اہمیت سے ناواقف نہیں تھا، اس کے ساتھ روسو کے پیش نظر یہ بات بھی تھی کہ ایک مثالی ریاست (Ideal State)، جس کا وہ تصور پیش کرنے جا رہا ہے، اس میں عیسائیت بطور مذہب

کے غیر موزوں ہے۔ان وجوہات کی بنا پر روسو نے مذہب مدنی کا نظریہ پیش کیا۔ جس کی شریعت مقرر کرنا حکمران کا کام ہوگا، مگر اور مذاہب کے عقائد کی طرح نہیں بلکہ معاشرتی جذبات واحساسات کے طور پر جن کے بغیر نیک شہری یا وفادار رعایا ہونا ناممکن ہوگا اور ہر اس شخص کو وہ مرتد قرار دے کر ریاست سے نکال سکے گا یا اس کو سزائے موت دے سکے گا جو اس مذہب مدنی کا منکر ہوگا۔ کیونکہ وہ دنیا میں سب سے بڑے جرم کا مرتکب ہوا اور قوانین کے سامنے جھوٹا بنا۔اسی طرح ژال پال روسو مذہب مدنی کے عقائد کے متعلق لکھتا ہے کہ مذہب دیوانی کے عقائد، سادہ، مختصر، جامع و مانع اور غیر مشرح ہونے چاہییں۔ایک قادر، علیم، رؤف ورحیم، عالم الغیب اور کریم خدا کا وجود حشر ونشر، نیکیوں کی جزا، بدکاروں کی سزا، معاہدہ عمرانی اور قوانین کا احترام اس مذہب کے ایجابی عقائد ہوں گے۔اور سلبی عقیدہ صرف ایک نارواداری ہوگا۔ کیونکہ یہ ان مذاہب کی چیز ہے جن کو روسو نے رد کر دیا ہے۔ انہی وجوہات کی بنا پر روسو کی کتاب معاہدہ عمرانی بیانیہ صورت (Descriptive Form) میں نہیں لکھی گئی بلکہ مذہب مدنی کے لیے نصاب کی صورت (Prescripitive Form) میں تحریر کی گئی ہے۔روسو لکھتے ہیں:

"There is therfore a purely civil profession of faith of which the Sovereign should fix the articles, not exactly as religious dogmas, but as social sentiments without which a man cannot be a good citizen or a faithful subject. While it can compel no one to believe them, it can banish from the State whoever does not believe them_it can banish him, not from impiety, but as an anti-social being, incapable of truly loving the laws and justice, and of sacrificing, at need, his life to his duty. If anyone,

after publicly recognizing these dogmas, behaves as if he does not believe them, let him be punished by death: he has committed the worst of all crimes, that of lying before the law."

اس کے بعد لکھتے ہیں:

"the dogmas of civil riligion ought to be few, simple, and exactly worded, without explanation or commentary. The existence of a mighty, intelligent, and beneficent divinity, possessed of foresight and providence, the life to come, the happiness of the just, the punishment of the wicked, the sanctity of the social contract and the law: these are its positive dogmas. Its negative dogmas I confine to one, intolerance, which is a part of the cults we have rejected." (7)

یہی فکر اپنی ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے جب بیسویں صدی عیسوی میں پہنچی تو جان ڈیوی (John Dewey) نے اسے "مذہب عام" (Common Faith) کا نام دیا۔ اسی طرح بعض مغربی مفکرین نے اس کو عوامی مذہب (Public Religion)، مذہب قوم (Religion of Nation) وغیرہ کے نام بھی دیئے۔ یہ سبھی نام مذہب مدنی کے دوسرے اسماء ہیں۔

چنانچہ ڈیوی مکتبہ فکر (Dewey School of Thought) کے مطابق مذہب عام (Common Faith) کی تعریف حارث ایم۔ کیلن (Horace. M. Kalln) کے

الفاظ میں اس طرح کی جا سکتی ہے کہ

"For the communicants of the democratic faith it is the religion of and for religions.....[it is] the religion of religions, all may freely come together in it." (8)

مذہب مدنی کی تنظیمی ہیئت

(Organizational Structure of Civil Religion)

جدید قومی ریاست میں ادا کی جانے والی چند رسوم کا نام مذہب مدنی نہیں بلکہ اس مذہب کی با قاعدہ اپنی الٰہیات (Theology) اور عقائد بھی ہیں۔ چنانچہ رابرٹ نسبت (Robert Nisbet) لکھتے ہیں:

> "It is no exaggeration to say, in all, that the American civil religion had its widely recognized theology, one complete with creed, catechism and dogmas. A complex ritual surrounded the American flag and other symbols of national civil unity." (9)

ا۔ تصورِ خدا

مذہب مدنی کے تصور خدا کے متعلق مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ بعض مغربی مفکرین جن میں رابرٹ بیلہ (Robert Bellah) بھی شامل ہیں، کے نزدیک اس مذہب میں خدا کا تصور مبہم (Vague) ہے۔

رابرٹ بیلہ کا کہنا ہے کہ مدنی مذہب کے پیغمبر (Apostle) اور پادری (Priest) ''خدا'' کا لفظ تو اپنی تقاریر اور تحریروں میں استعمال کرتے ہیں۔ مگر ان کے لفظ ''خدا'' کا مصداق وہ خدا ہرگز نہیں ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خدا ہے۔ اس

طرح ان کے تصور "خدا" کا مصداق موھوم ہے۔ گویا کہ لفظ "خدا" ایک بے معنی (Nonsensical) لفظ ہے۔ جو اپنے اندر کوئی مفہوم نہیں رکھتا۔

اسی طرح 1950ء کے بعد سرد جنگ (cold war) کے دوران امریکن کرنسی ڈالر پر "In God We Trust" کے الفاظ کا اضافہ کیا گیا اور 14 جون 1954ء کو امریکی صدر Eisenhower نے امریکی پرچم کے وعدۂ اطاعت (Pledge of Allegiance) میں الفاظ "Under God" کے اضافہ کے بل (bill) پر دستخط کیے۔ اب وعدۂ اطاعت کے الفاظ کچھ اس طرح قرار پائے کہ

"I pledge allegiance to the flag of United States of America and to the republic for which it stands: One nation under God, indivisible, with liberty and justice for all." (10)

سرد جنگ (cold war) کے دوران اس طرح کی باتوں سے امریکی حکومت یہ تأثر دینا چاہتی تھی کہ امریکی حکومت خدا پر یقین اور اس کا خوف رکھتی ہے۔ جبکہ دوسری طرف سوویت روس کی حکومت ایک ملحد حکومت ہے اور اس کی بنیاد انکار خدا پر ہے لہٰذا خدا اس سرد جنگ میں امریکی حکومت کے ساتھ ہے۔

چنانچہ جان ای فارلے (John E. Farley) لکھتے ہیں:

"A good illustration of this function occured in the 1950s when Congress voted to add the phrase "Under God" to the pledge of Allegiance and "In God We Trust" to all U.S. currency. Congress took these actions during the height of the Cold War to emphasize the distinction between the God-fearing

United States and "Atheistic Communism." The implication was that God was supporting the united states in this conflict." (11)

چنانچہ امریکی حکومت کی طرف سے لفظ ''خدا'' تو مختلف مواقع میں استعمال کیا گیا ہے مگر یہ لفظ اپنا کوئی مصداق نہیں رکھتا۔

بعض مغربی مفکرین نے قومی پرچم کو ''خدا'' کا درجہ دیا ہے۔

"God is mentioned in the pledge of allegiance to the flag."

لیکن مذہب مدنی کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ''خدا'' کا درجہ پرچم کو نہیں بلکہ قومی ریاست (National State) کو حاصل ہے۔

"Civil Religion, the "God" of which was the national state that had emerged so triumphantly in Europe Chiefly as the result of the Napoleonic wars, more particularly of Napoleon's carrying to every part of the continent the nationalist slogans of French Revolution."(12)

چنانچہ ''قومی ریاست'' اور ''پرچم'' کے تصور خدا میں اس طرح تطبیق دی جا سکتی ہے کہ اگر قومی پرچم کو قومی ریاست کی علامت سمجھا جائے اور قومی پرچم کے سامنے جھکنا گویا کہ ''خدا'' یا ریاست کے سامنے سرنگوں ہونا قرار پائے تو اس صورت میں تصورِ خدا صرف جدید قومی ریاست ہی کے ساتھ منسوب کیا جا سکتا ہے۔

تصورِ انبیاء ورسل

مذہبِ مدنی میں انبیاء کا تصور بھی پایا جاتا ہے۔ ابراھم لنکن، بنجمن فرینکلن اور

جارج واشنگٹن وغیرہ کو امریکی معاشرہ میں نبی کا درجہ حاصل ہے۔ان کی ہر تحریر اور تقریر کو حرفِ آخر سمجھا جاتا ہے۔ جان بٹلر (John Buttler) نے اپنی کتاب (Religion in American Life) میں باقاعدہ ایک باب انبیائے امریکہ (Prophets for new Nation) کے لیے مختص کیا ہے۔اور انہی بانیان امریکہ کے حالات زندگی اور خدمات کا جائزہ لیا ہے۔جس طرح پاکستان میں قائداعظم اور انڈیا میں مہاتما گاندھی کو تقدس کا درجہ دے دیا گیا ہے۔

جس طرح روایتی معاشرہ میں انبیاء ورسل کی پیدائش ووفات کے دن ان کی یاد میں منائے جاتے ہیں۔جیسا کہ عیسائی 25 دسمبر کو حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کا دن، ان کی یاد میں مناتے ہیں اور ان کے پیغام کو تروتازہ کرتے اور عام کرنے کے عہد کرتے ہیں،اسی طرز پر ہر سال 12 فروری ابراہیم لنکن، 22 فروری جارج واشنگٹن اور 13 اپریل کو ٹامس جیفرسن کی پیدائش کے طور پر منایا جاتا ہے اور ان دنوں میں امریکہ کی اکثر ریاستوں میں عام تعطیل ہوتی ہے۔ خود لفظ ہالیڈے (Holiday) مقدس دن پر دلالت کررہا ہے کہ پہلے یہ ایام (Holidays) مقدس لوگوں ہی کے لیے مخصوص تھے۔

انسائیکلو پیڈیا آف امریکانا کا مقالہ نگار لکھتا ہے کہ

"Originally the name "Holiday" derived from "Holy day" and the event so honored was of religious significance." (13)

اسی طرح انسائیکلو پیڈیا آف بریٹنیکا (Ency. of Britannica) کا مقالہ نگار لکھتا ہے کہ

"Holy-day originally a day of dedication to religious observance; in modern times, a day of either religious or secular commemoration." (14)

مذہبی شعائر

ہر وہ چیز جو کسی مذہب، عقیدہ، یا طرز فکر و عمل یا کسی نظام کی نمائندگی کرتی ہو وہ اس کا شعار کہلاتی ہے۔ کیونکہ وہ اس کے لیے علامت یا نشانی کا کام دیتی ہے۔ جس طرح گرجا(Church) قربان گاہ اور صلیب مسیحیت کے شعائر ہیں۔ کڑا، کیس اور کرپان وغیرہ سکھ مذہب کے شعائر ہیں ہتھوڑا اور درانتی اشتراکیت کے شعائر ہیں۔ اسی طرح اسلام میں بیت اللہ اور مسجد وغیرہ شعائر اللہ میں سے ہیں۔ یہ سب مذاہب اپنے اپنے پیروؤں سے اپنے ان شعائر کے احترام کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی مذہب اور نظام شعائر میں سے کسی شعار کی توہین کرتا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ دراصل اس نظام کے خلاف دشمنی کرتا ہے اور اگر وہ توہین کرنے والا خود اسی نظام سے تعلق رکھتا ہے تو اس کا یہ فعل اپنے مذہب اور نظام سے ارتداد اور بغاوت کا ہم معنی ہوتا ہے۔

اسی طرح مذہبِ مدنی کے بھی شعائر ہیں جو معاشرہ میں تقدس(Sacred) کا درجہ حاصل کیے ہوئے ہیں۔ چنانچہ قومی پرچم کے سامنے جھکنا، قومی ترانہ کے احترام میں کھڑا ہونا، مجسمہ آزادی (Statue of Liberty) کا احترام وغیرہ اس کے شعائر ہیں۔

مجسمہ آزادی(Statue of Liberty) اس بات کی دعوت دے رہا ہے کہ

"give me your tired, your poor, your huddled masses yearing to breathe free."

کینتھ مذہبی شعائر کے متعلق لکھتے ہیں:

"Finally, civil religion's sacred symbols are the flag, statue of Liberty and Parades, each of which is perceived by Americans to possess a sacred quality that embodies the nations's basic values." (15)

اسی طرح مذہب مدنی میں چرچ(Church) کا درجہ سکول اور کالج وغیرہ کو حاصل ہے۔

مارٹن اس بارے میں لکھتے ہیں:

"The educator did not want religious belief any longer to be organized "is a special institution within a secular community" evidently not regarding the public school, which would have been the established church of the common faith." (16)

مذہبی حمد و گیت

مذہب بدنی میں "America the Beautiful"، "Star-Spangled Banner" اور "God bless America" کو مذہبی حمد و گیت کا درجہ حاصل ہے۔ چنانچہ کینتھ (Kenneth) لکھتے ہیں:

"During its religious ceremonies sacred hymns such as the "Star-Spangled Banner," "America the Beautiful" and "God Bless America" are played and sung," (17)

مقدس صحائف (Sacred Scriptures)

یہ بحث اگرچہ ''تصور انبیاء'' کے بعد آنی چاہیے لیکن موضوع کی اہمیت کے پیش نظر اور اس پر سیر حاصل بحث کے لیے بعد میں رکھا گیا۔

دنیا کے تمام مذاہب میں مقدس صحائف نہایت اہمیت کے حامل سمجھے جاتے ہیں۔ انہی کی بنیاد پر معاشرہ استوار کیا جاتا ہے اور انہی کی روشنی میں سیاسی نظام و ریاست کی تشکیل ہوتی ہے۔ انفرادی و اجتماعی سطح پر انسان ان کی روشنی میں اپنی زندگی کا لائحہ عمل تیار کرتا ہے۔ وید ہوں یا قرآن، معاشرتی و سیاسی قوانین انہی کی روشنی میں ترتیب پاتے ہیں۔ اور یہ صحائف افراد کے دلوں میں تقدس کا درجہ حاصل کیے ہوتے ہیں۔

(Years Wars کے بعد جب مذہب عیسائیت کو شکست ہوئی تو سیاسی لحاظ سے جو خلا (Vacuum) پیدا ہوا اس کو دستور اور نظریہ قومیت نے بھرنا(Fill) چاہا۔ جیسا کہ سینفورڈ (Sanford) لکھتے ہیں:

"The religious wars of the sixteenth and seventeenth centuries came to an end only when religion became sufficiently privatized so as not the remian an essential element of public order. New conceptions of the nation-state, and of constitutionalism, were called upon to provide order. Part of the apparatus of these new states was a "Civil Religion" to replace as an anchoring structure the divisive sectarian religions." (21)

گویا کہ مذہب مدنی میں دستور اور قومیت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اور مذہب مدنی کا جو تصور پروان چڑھا وہ اسی عقیدہ دستور اور قومیت کی وجہ سے تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ مذہب مدنی کے تصور وفکر کو نشو ونما دینے کا مقصد بھی عقیدہ دستور اور قومیت کو تحفظ بخشنا تھا۔ تا کہ یہ عقیدہ اجتماعی قدر (Collective Value) کے طور پر سامنے آ سکے۔

یہی وجہ ہے کہ چونکہ اسرائیل یہودی عقیدہ پر قائم ہونے والی ایک مذہبی ریاست ہے اسی لیے انہوں نے اپنے ہاں دستور کو رواج نہیں دیا، کیونکہ وہ اپنا دستور توراۃ کو قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ایمانوَل گٹمین (emannul gutmann) لکھتے ہیں:

"Israel had no need of a 'new' constitution since it already had an old and venerated one, the Torah, i.e. the body of traditional Jewish learning, and more

اسی طرح مذہب مدنی میں مقدس صحائف کا تصور پایا جاتا ہے مگر اس میں توراۃ یا انجیل، مقدس صحائف نہیں ہوتے بلکہ آئین یا دستور (Constitution) تقدس کا درجہ حاصل کیے ہوئے ہوتے ہیں جس طرح ایک مسلمان اسلام سے انکار کر کے مرتد ہو جاتا ہے اسی طرح مذہب مدنی میں اس ریاست کا شہری اپنے ملک کے دستور کا انکار کر کے باغی (High Treason) قرار پاتا ہے۔ کینتھ لکھتے ہیں:

"The Declaration of Independence and the Constitution are the religion's sacred scripture." (18)

امریکی صدر فرینکلن روزولٹ (Franklin Roosvelt) نے مارچ 1937ء میں قوم کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ دستور کی اسی طرح تلاوت کرنی چاہیے جس طرح بائبل کی تلاوت کی جاتی ہے۔

"Like the Bible, the Constitution ought to be read again and again." (19)

جس طرح مذاہب کے مقدس صحیفوں میں کمی بیشی نہیں کی جاسکتی اسی طرح دستور میں بھی کوئی صدر یا عدالت عالیہ کمی بیشی کی مجاز نہیں ہے۔ سینفورڈ (Sanford) لکھتے ہیں کہ

"The American Constitution is a written instrument full and complete in itself. No court in America, no Congress, no President can add a single word thereto or take a single word therefrom." (20)

مختصر یہ کہ دستور نے بائبل کی جگہ لی ہے اور دستور کو بھی مذہب مدنی میں اسی طرح تقدس حاصل ہو گیا ہے جیسا کہ مقدس صحیفہ و کتاب کو حاصل ہے۔

مذہب مدنی کا اگر بنظر عمیق جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس مذہب میں دستور کو بنیادی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ کیونکہ یورپ میں سی سالہ جنگ وجدل (Thirteen

specifically the halacha, i.e. the body of Jewish (religious) law. Nothing but the halacha will do as the law and the constitution of a Jewish state, and especially a man_made and Godless one was unthinkable in Judaism." (22)

خلاصہ بحث یہ ہے کہ مغرب نے اگرچہ نشاۃ ثانیہ اور تحریک اصلاح کے بعد مذہب کا انکار کر دیا تھا مگر اس نے بیسویں صدی تک پہنچتے پہنچتے خود ایک مذہب کی شکل اختیار کر لی اور اس مذہب کا دائرہ کار صرف سیاست تک محدود نہیں بلکہ زندگی کے تمام پہلوؤں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔لہٰذا مذہب مدنی کے متعلق ہمارا رویہ مذاہب باطلہ جیسا ہونا چاہیے اور اس کا رد انہیں بنیادوں پر ہونا چاہیے جن پر دیگر مذاہب باطلہ کو رد کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات

1 (Auguste Comte, The Positive Philosophy, freely trans, and condensed by Harriet Martneau. P-522. London: George Bell & Sons 1896.)

2 (Durkheim, Elementary foms of Religious life, p-214)(Translated by Joseph Ward Swain. London: George Allen & Unwin, Ltd.1926)

3 (Robert N. Bellah "Civil Religion in America" (A research Article) p-348 Published "The World year Book of Religion,The Religius Situation Vol-1, Edited by Donald R.Cutler. Printed at: Evans Brothers Ltd. U.S.A. 1969)

4 (Tony Lawson and Joan Garrod, The Complete A_Z Sociology handbook, published by Hodder and Stoughton, 1999)

5 (Beth B. Hess, Sociology p-403, Macmillian Publishing Company New York.1993)

6 (B.B.Sharma, Encyclopaedic Dictionary of Sociology vol.1, p-126, Published by Anmol Publications, New Dehli 1992)

7 Rousseau, Jean Jacques, Social Contract, Translated by G.D.H. Cole, Published by Prometheus Books New York. U.S.A. 1996

8 (Martin E. Marty, Religion and Republic, Published by Beacon Press, Boston. 1992)

9 (The Ency. of Religion, Editor in Chief, Miracea Eliade vol.3 P-526, Mecmillan Publishing Company New York. 1989)

10 (Ency. of Americana vol.11 p-316)

11 (John E. Farley, Sociology. Published by: Printice Hall New Jersy U.S.A 1994)

12 (The Enc0y. of Religion, vol. 3 p-525)

13 (Ency. of Americana, vol. 14, p-316)

14 (The New Ency. of Britannica, vol. 6, p-1 1998)

15 (Kenneth C.W. Kammeyer, Sociology, P-516, Published by Allyn and Bacon London, 1992)

16 (Martin E. Marty, Religion and Republic, P-62, Beacon Press: Boston. U.S.A.)

17 (Kenneth C.W. Kammeyer, Sociology, P-516)

18 (Kenneth, Sociology, P-516)

19 (Sanford Levinson, Constitutional Faith, P-30, Princeton University Press, New Jersey 1998.)

20 (Sanford, Constitutional Faith, P-31)

21 (Sanford, Constututional Faith, P-52)

22 (This article has been written by Emannuel Gutmann. which is a part of "constitution in Democratic Politics" Edited by Vernon Bogdanor. Published by Gower Publishing Company Limited, (England, 1998.)

****

متربصین

متربصین سے مراد وہ گروہ ہے جو دعوتِ حق کا حق ہونا تو کسی حد تک محسوس کر لیتا ہے، لیکن نہ تو اس کے اندر اتنی اخلاقی قوت ہی ہوتی کہ وہ حق کو، مجرد اس بنا رکہ وہ حق ہے قبول کر کے اس کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا سکے اور نہ عقلی اعتبار ہی سے یہ لوگ اتنے بلند ہوتے ہیں کہ نظامِ حق کے عملاً برپا ہونے سے پہلے کامیابی کے ان امکانات کا اندازہ کر سکیں جو حق کے اندر مضمر ہوتے ہیں۔ اس کمزوری کی وجہ سے یہ گروہ بجائے اس کے کہ کسی حق کے حق ہونے کا فیصلہ اپنی عقل سے کرے، اس معاملہ کو مستقبل کے حوالہ کر کے انتظار کرتا ہے اگر مستقبل نے اس کی کامیابی کا فیصلہ کر دیا تو اس کا ساتھ دیں گے ورنہ زندگی جس نہج پر گزر رہی ہے، گزرتی جائے گی۔

(دعوتِ دین اور اس کا طریقِ کار، ص ۱۸۵، ۱۸۶)